بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عبد اللہ بن ابی منافق

رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی مدینہ میں قبیلہ خزرج کی ایک شاخ بنوالحبلی کا سردار تھا۔ مدینہ میں جب مسلمانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہونے لگا تو اس نے بھی اسلام قبول کرلیا لیکن اسلام لانے میں یہ مخلص نہیں تھا۔

جنگِ اُحد کے موقع پر جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے جنگ کے بارے میں مشورہ طلب فرمایا تو عبداللہ بن ابی نے قلعوں میں رہ کر جنگ کرنے کی تجویز دی لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمہور صحابہ کرام کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے شہر سے باہر نکل کر دشمن سے مقابلہ کرنے کو ترجیح دی۔ عبداللہ بن ابی کو یہ فیصلہ ناگوار گزرا اور دورانِ جنگ اپنے تین سو ساتھیوں سمیت لشکرِ اسلام سے علیحدہ ہو گیا۔

مدینہ میں مسلمانوں کی آمد سے پہلے اس کا شمار مدینہ کے ممتاز لوگوں میں ہوتا تھا۔ لیکن حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد کے بعد اس کی عزت و شہرت میں کمی واقع ہوئی جس سے اس کو کافی رنج تھا۔

جنگِ اُحد کے بعد اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے خلاف سازشیں شروع کردیں۔ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبیلہ بنو نضیر کے یہودیوں کو اپنے گھر خالی کرنے اور علاقہ چھوڑنے کا حکم فرمایا تو عبداللہ بن ابی نے یہودیوں کو آپ کی حکم عدولی پر اُبھارا۔ مسلمانوں کے خلاف لڑنے پر اُکسایا اور اپنی طرف سے مدد کرنے کا یقین بھی دلایا۔

ابتدائے اسلام میں جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرماتے تو عبداللہ بن اُبی دورانِ خطبہ کھڑا ہو جاتا اور آپ کی اس طرح خوشامد کرتا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو فتح اور کامرانی عطا فرمائے۔ لیکن جنگِ اُحد کے بعد اس کا منافقانہ پن ظاہر ہو گیا۔ تو اس نے پھر کسی مقام پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دورانِ خطبہ کھڑے ہو کر یہ الفاظ کہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ برداشت نہ کر سکے اور غصے میں عبداللہ بن ابی سے فرمایا، بیٹھ جاؤ دشمنِ خدا تیرا کفر اب کسی صورت نہیں چھپ سکتا۔ دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی اُسے طعن و تشنیع کی۔ اس دوران یہ غصے میں آپے سے باہر ہو گیا اور مسجد سے نماز پڑھے بغیر نکل گیا۔ راستے میں اسے کسی شخص نے حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے اور مغفرت کی دعا کروانے کا مشورہ دیا تو اُس شقی و بدبخت نے کہا وہ میرے لئے دعا مانگیں یا نہ مانگیں مجھے کچھ پرواہ نہیں۔

محبوبہ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر غلیظ تہمت لگانے والا بھی یہی شخص تھا۔

غزوۂ تبوک میں بھی اس نے لشکرِ اسلام میں شمولیت سے انکار کردیا اور دیگر قبائل کو مسلمانوں کے خلاف اُبھارتا رہتا تھا۔

آخر یہ منافق ۹ھ کو بیماری کی حالت میں واصلِ جہنم ہوا اور اس طرح دُنیا ایک جسدِ ناپاک کے بوجھ سے ہمیشہ کیلئے پاک ہو گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن اُبی کی نماز جنازہ پڑھائی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عبداللہ بن اُبی کی قبر پر تشریف لائے۔آپ نے اس کو قبر سے نکالا اور اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اپنا لعاب دہن اس پر ڈالا اور اپنی قمیص مبارک اسے پہنائی۔ (صحیح مسلم)

ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے:۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی سلول فوت ہوگیا تو اس کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی (جو نیک مسلمان اور صحابیٔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اپنی قمیص مبارک عطا فرمائیں تاکہ وہ اپنے باپ (عبداللہ بن اُبی) کو اس میں کفن دے سکیں۔آپ نے ان کو اپنی قمیص عطا فرمادی۔انہوں نے پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ اس کے باپ کی نمازِ جنازہ پڑھائیں۔آپ نمازِ جنازہ پڑھانے کیلئے اُٹھے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دامن کو پکڑ کر بولے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا آپ اس شخص کی نمازِ جنازہ پڑھائینگے جس کی نماز پڑھنے سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو منع فرمادیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا، آپ ان کیلئے استغفار کریں یا نہ کریں اگر آپ ان کیلئے ستر مرتبہ استغفار کریں (ہم ان کو نہیں بخشیں گے) میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے وہ منافق تھا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، (اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ان میں سے جو شخص مرجائے اس کی نمازِ جنازہ کبھی نہ پڑھائیں اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہوں۔ (صحیح مسلم)

سوال......اس حدیثِ پاک میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عبداللہ بن اُبی منافق تھا پھر کیا وجہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو اپنی قمیص عطا فرمائی اور اس کی نمازِ جنازہ ادا کی؟

قمیص عطا کرنے کی وجہ

جواب......قمیص دینے کی متعدد وجوہات علمائے کرام نے بیان فرمائی ہے:۔

۱......جمہور علمائے کرام کے نزدیک قمیص دینے کی وجہ یہ تھی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگِ بدر میں جب قیدی بن کر لائے گئے تو اس وقت ان کے جسم پر قمیص نہ تھی اور ان کے طویل القامت ہونے کی وجہ سے عبداللہ بن اُبی کی قمیص کے علاوہ کسی کی قمیص آپ کو پوری نہیں آتی تھی چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عبداللہ بن اُبی کی قمیص پہننے کیلئے دی گئی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ اُبی کے اس احسان کا بدلہ اُتارنے کیلئے اپنی قمیص مبارک اسے عطا فرمائی جس کی تائید بخاری شریف کی اس حدیث سے ہوتی ہے:۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بدر کی لڑائی کے بعد قیدیوں کو لایا گیا تو اس وقت حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم پر کوئی کپڑا نہیں تھا (یاد رہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے چچا کیلئے قمیص دیکھی تو صرف عبداللہ بن اُبی کی قمیص ان کی ناپ کی تھی آپ نے عبداللہ بن اُبی کی قمیص اپنے چچا کو پہنادی۔ (صحیح بخاری)

یہی وجہ تھی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی قمیص مبارک عبداللہ ابی کو عطا کی تھی۔

۲......علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قمیص دینے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری قمیص اس منافق سے اللہ کا عذاب دُور نہیں کرسکتی اور مجھے اُمید ہے کہ میرے اس فعل کے سبب اللہ تعالیٰ ایک ہزار لوگوں کو اسلام میں داخل فرمائے گا۔ (عمدۃ القاری)

(یہی وجہ تھی) کہ اہل خزرج نے جب دیکھا کہ عبداللہ بن ابی کا بیٹا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قمیص طلب کررہا ہے اور آپ سے نمازِ جنازہ کی درخواست کررہا ہے اور آپ نے اس پر انکار نہیں فرمایا تو خزرج کے ایک ہزار آدمی مسلمان ہوگئے۔

۳......صاحبِ روح المعانی علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:۔

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اس آیت (اے محبوب ان کیلئے استغفار کرو یا نہ کرو) کے نزول کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری قمیص اس (عبداللہ بن اُبی) سے کوئی چیز دُور نہیں کرسکتی۔ خدا کی قسم! میں اُمید کرتا ہوں کہ بنی خزرج کے ایک ہزار سے زیادہ لوگ اسلام میں داخل ہوجائیں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اُمید کو پورا فرمادیا یعنی بنی خزرج کے کثیر لوگ مسلمان ہوگئے۔

۴......بعض علماء کرام نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دلجوئی کیلئے اپنی قمیص عطا فرمائی کیونکہ عبداللہ خالص مسلمان اور صحابی تھے۔

۵......بعض نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب بھی کوئی سوال کرتا تو آپ کسی سائل کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتے اور جو چیز آپ کے پاس ہوتی آپ اسے عطا فرمادیتے۔ اسی لئے آپ نے عبداللہ بن اُبی کو اپنی قمیص عطا فرمادی۔

نمازِ جنازہ پڑھانے کی وجہ

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں:۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب عبداللہ بن اُبی فوت ہوگیا تو اس کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی قمیص عطا فرمائی اور فرمایا کہ اس قمیص میں اپنے والد عبداللہ بن اُبی کو کفن دیا جائے پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی نمازِ جنازہ پڑھنے کیلئے کھڑے ہوگئے۔ اس دوران حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن پکڑ لیا اور عرض کی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھنے جارہے ہیں جو منافق تھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار عطا فرمایا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی مغفرت طلب کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عبداللہ بن اُبی کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور ہم نے آپ کی اقتداء میں اس کی نمازِ جنازہ ادا کی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ان (منافقوں) میں سے کسی کی میت پر بھی نمازِ جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ان میں سے کسی کی قبر پر کھڑے ہوں۔ تحقیق انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ساتھ کفر کیا اور وہ نافرمانی کی حالت میں مرے۔ (صحیح بخاری)

تشریح...... علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبداللہ بن اُبی کی ظاہری احوال کو مدِ نظر رکھ کر یقین کامل سے کہا کہ عبداللہ اُبی منافق ہے لیکن حضور تاجدارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یقین پر عمل نہیں کیا اسلئے کہ وہ بظاہر مسلمانوں کے حکم میں تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس ظاہری حکم عمل پیرا ہوتے ہوئے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ دوسرا یہ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوم کی تالیف قلوب چاہتے تھے۔

ابتدائے اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مشرکین کی دی ہوئی تکلیفوں پر صبر فرماتے رہے اور انہیں معاف کرتے رہے پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مشرکین سے جنگ کرنے اور انہیں قتل کرنے کا حکم ہوا اور جو لوگ بظاہر مسلمان ہوگئے تھے چاہے باطن میں وہ انہیں قتل کرنے کا حکم ہوا اور جو لوگ بظاہر مسلمان ہوگئے تھے چاہے باطن میں وہ اسلام کے مخالف تھے ان کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درگزر فرماتے رہے اور انہیں کسی صورت متنفر نہیں ہونے دیا اور ان کی تالیف قلوب کو مدنظر رکھا۔ جب مسلمانوں نے مکہ فتح کرلیا اور مشرکین اسلام میں داخل ہونے لگے۔ کفار تعداد میں بہت کم اور کافی پست ہوگئے تب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ منافقین کو ظاہر کردیں عبداللہ بن اُبی کی نمازِ جنازہ پڑھانے کا واقعہ اُس وقت پیش آیا جب صراحت کے ساتھ منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھانے کی ممانعت نہیں تھی اس وضاحت کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عبداللہ بن اُبی کی نمازِ جنازہ پڑھانے کا اعتراض دُور ہوجاتا ہے۔

تالیف قلوب

کسی کے دل کو اپنی طرف مائل کرنے کیلئے کوئی فعل کرنا تاکہ سامنے والا متاثر ہوکر اس کا راستہ چلے۔

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عبداللہ بن اُبی کے بیٹے جو کہ نہایت ہی نیک وصالح مسلمان اور صحابیٔ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تھے' کی دلجوئی اور عزت افزائی مقصود تھی اور اس وقت چونکہ اُن کی قوم مسلمان نہیں ہوئی تھی لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی تالیفِ قلوب چاہتے تھے تاکہ یہ لوگ اسلام میں داخل ہو جائیں۔

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کی قمیص عطا فرمانے اور نمازِ جنازہ ادا کرنے کے بعد بنی خزرج کی قوم کے ایک ہزار سے زائد لوگ آپ کے اس فعل سے متاثر ہوکر مسلمان ہوگئے۔

سوال...... عبداللہ بن اُبی کی وفات ۹ھ کو ہوئی اور ہجرت سے پہلے حضور کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کافروں کیلئے استغفار کرنے سے منع کیا گیا جیسے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے، نبی اور ایمان والوں کی شان کے لائق نہیں کہ وہ مشرکین کیلئے مغفرت طلب کریں اگرچہ وہ ان کے رشتہ دار ہوں۔ حالانکہ یہ ان کیلئے ظاہر ہوگیا ہے کہ وہ جہنمی ہیں۔ (سورۃ توبہ:۱۱۳)

اس آیت میں ہجرت سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مشرکین کیلئے مغفرت طلب کرنے سے منع کیا گیا تو پھر ہجرت کے نو سال بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ بن اُبی کیلئے مغفرت کی دعا کیوں کی؟

جواب...... ہجرت سے پہلے جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب فوت ہوئے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تک مجھے منع نہیں کیا جائے گا میں اپنے چچا کیلئے استغفار کرتا رہوں گا۔ تو اُس وقت آیتِ مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو مشرکین کیلئے استغفار کرنے سے اس لئے منع فرمایا کہ اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے چچا کیلئے مغفرت کے حصول کی نیت سے دعا کی تھی لیکن عبداللہ بن اُبی کیلئے استغفار کرنا مغفرت کے حصول کی نیت سے نہیں بلکہ اس کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دلجوئی، عزت و آبرو اور اس کی قوم کی تالیف قلوب مقصود تھی۔ کیونکہ آپ نے خود وضاحت فرمادی تھی کہ میری نماز اور میری قمیص اُسے نفع نہیں پہنچا سکتی لیکن مجھے اُمید ہے کہ میرے اس فعل کے سبب اُس کی قوم کے ہزار آدمی مسلمان ہو جائیں گے لہٰذا اعتراض رفع ہوگیا۔

نفاق کے بارے میں فقہی مسائل

منافق کی دو قسمیں ہیں: (۱) منافق اعتقادی (۲) منافق عملی۔

منافق اعتقادی

وہ شخص جو زبان سے اسلام کو ظاہر کرے اور دل میں کفر کو چھپا کر رکھے جیسے عبداللہ بن ابی۔ منافق اعتقادی کفر کی بدترین قسم ہے اور جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوں گے۔

منافق عملی

وہ شخص جس کے ایمان میں تو کسی قسم کی خرابی نہ ہو مگر اُس کی سیرت و کردار میں منافقانہ پن ہو جیسے جھوٹا شخص، بدعہد، خیانت کرنے والا اور گالی بکنے والا۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے...... وہ شخص جس میں چار خصلتیں ہوں وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان خصلتوں میں سے کوئی ایک ہو تو اس میں ایک خصلت نفاق کی ہوگی یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے جب اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو خیانت کرے جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو دغا بازی سے کام لے اور جب لڑائی جھگڑا کرے تو گالیاں بکے اس حدیث میں منافق سے مراد منافق عملی ہے۔

عقیدہ

☆ کسی مسلمان کو منافق اعتقادی جان کر منافق کہنا کفر ہے۔

☆ منافق عملی فاسق و فاجر ہوتا ہے کافر نہیں۔

☆ فی زمانہ منافق اعتقادی کا حکم کسی پر نہیں لگا سکتے اب یا تو کافر ہیں یا مشرک۔

☆ آج کل عموماً منافق کا لفظ منافق عملی کیلئے بولا جاتا ہے۔